علامہ ابنِ خلدون

مؤرخینِ اسلام میں علامہ عبدالرحمان بن خلدون ایک امتیازی حیثیت کے حامل ہیں۔ اگرچہ اہلِ اسلام میں ان سے پہلے بھی بہت مورخ پیدا ہوئے جنھوں نے تاریخ میں ایک نمایاں مقام پیدا کیا تھا۔ اور ان کے بعد بھی کئی نامور مورخ پیدا ہوئے جنھوں نے تاریخ میں اپنے علمی تبحر کی وجہ سے اپنی ذہانت و فطانت، کا لوہا منوایا —— لیکن ابنِ خلدون ان سب میں ممتاز اور منفرد ہیں۔ ابنِ خلدون کی شہرت و مقبولیت ان کی مایہ ناز کتاب تاریخ ابنِ خلدون اور اس کا مقدمہ کی وجہ سے ہوئی۔

ابنِ خلدون ۷۳۲ھ / ۱۳۳۲ء میں تونس میں پیدا ہوئے، اور تونس ہی میں انھوں نے جملہ علومِ اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، تاریخ، ادب، فلسفہ، منطق، ریاضی اور صرف و نحو وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ ابھی تعلیم کا سلسلہ جاری تھا کہ تونس میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی، جس میں ان کے والد اور کئی ایک اساتذہ انتقال کر گئے، مگر ان کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ ۲۰ سال کی عمر میں انھوں نے تعلیم مکمل کر لی۔ اور اس کے بعد ان کی علمی و سیاسی زندگی کا آغاز ہوا۔ شروع میں تونس ہی میں ایک سرکاری عہدہ پر فائز ہوئے۔ اور ۲ سال کی ملازمت کے بعد علیحدہ ہو گئے۔

۳۰ سال کی عمر تھی کہ ابنِ خلدون نے تونس کو خیر باد کہا، اور اندلس، افریقہ میں قیام کرتے ہوئے ۷۸۴ھ / ۱۳۸۲ء میں مصر پہنچے۔ سلطانِ مصر نے ان کی بہت عزت و توقیر کی۔ ان کی شہرت پہلے ہی مصر پہنچ چکی تھی، سلطانِ مصر نے ان کو پہلے جامعہ ازہر میں مالکی فقہ کی تعلیم دینے پر مقرر کیا، بعد میں انھیں فقہ مالکی کا قاضی مقرر کر دیا گیا۔ ابن خلدون نے اس منصب کو بحسن خوبی سرانجام دیا اور ایک عالم، قاضی، مدرس، مورخ و ادیب کی حیثیت

سے ان کا شہرہ چار دانگ عالم میں ہو گیا ۔

اب ابنِ خلدون نے مستقل طور پر مصر ہی میں سکونت اختیار کر لی اور اپنے اہل و عیال کو تونس سے بلا بھیجا، مگر وہ سب راستہ ہی میں سمندری طوفان سے ہلاک ہو گئے ۔ اس کا ابن خلدون کو سخت صدمہ ہوا، انھوں نے قاضی القضاۃ کے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا اور اپنی بقیہ ساری عمر درس و تدریس و تصنیف و تالیف میں بسر کر دی ۔

۷۸۹ھ میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور ایک سال حرمین شریفین میں قیام رہا ۔ اس کے بعد واپس قاہرہ آئے اور اپنی کتاب تاریخ ابنِ خلدون کی تکمیل میں مشغول ہو گئے ۔ ۷۹۰ھ میں اس کی تکمیل کی، اس وقت ان کی عمر ۶۵ سال تھی ۔ ۸۰۸ھ میں ۷۴ سال کی عمر میں قاہرہ میں ان کا انتقال ہوا ۔

علامہ ابنِ خلدون ایک نادر شخصیت کے مالک تھے، بڑے مستقل مزاج تھے ۔ ان کی زندگی میں کئی نشیب و فراز آئے لیکن اپنی قابلیت اور مستقل مزاجی کی وجہ سے وہ کبھی بھی پریشان نہ ہوئے ۔ جوانی سے لے کر بڑھاپے تک اپنی دشوار اور پر آشوب زندگی میں ہمیشہ ممتاز اور با اثر شخصیت کے مالک رہے ۔ وہ ایک ماہر سیاست دان، تجربہ کار مدبر، صائب الرائے اور اپنی قوم کے ممتاز فرد تھے ـــــ اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ ایک بہت بڑے عالم، مؤرخ فلسفی اور ادیب تھے اور ان تمام علوم میں، جو اس وقت مسلمانوں میں رائج تھے، ید طولیٰ رکھتے تھے ۔

ابنِ خلدون کی تصنیفات

علامہ ابنِ خلدون نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا ۔ اور مختلف علوم و فنون پر کئی چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھیں، لیکن وہ عرصہ دراز سے فراموش ہو چکی ہیں ۔ ان کی شہرت و مقبولیت ان کی شہرۂ آفاق تصنیف "تاریخ ابنِ خلدون" اور اس کے "مقدمہ ابنِ خلدون" سے ہوئی، اس کتاب کا پورا نام

العبر

"کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر و من عاصرھم من ذوی السلطان الاکبر" ہے ۔

ابنِ خلدون سے پہلے تاریخ کی خدمت

علامہ ابنِ خلدون کا تعلق آٹھویں صدی ہجری سے ہے ۔ اس سے پہلے علمائے کرام نے تاریخ کی جو خدمت کی ہے، اس کا سرسری خاکہ یہ ہے :

عہدِ صحابہ کرامؓ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ جہاں تفسیر و حدیث و فقہ کا درس دیتے تھے، وہاں آپؓ شعر و شاعری اور تاریخ کا بھی درس دیتے تھے۔ علامہ ابنِ اثیر جزری (م ۶۳۰ھ) لکھتے ہیں:

"حضرت ابنِ عباسؓ ایک دن مجلس قائم کرتے تھے، اور اس دن صرف فقہ پر گفتگو کرتے تھے۔ ایک دن قرآنِ مجید کی تفسیر بیان کرتے، ایک دن شعر و شاعری کا تذکرہ رہتا۔ ایک دن مغازی کا بیان ہوتا اور ایک دن صرف ایام العرب کا تذکرہ کرتے۔" (اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۹۳)

عہدِ صحابہ کرامؓ کے بعد بنو امیہ کا دور آتا ہے جو ۱۳۲ھ میں ختم ہو جاتا ہے۔ عہدِ بنو امیہ میں حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضؓ ایک کامیاب سیاستدان تھے۔ عرب کا عزم، جزم، تعقل، تدبر پورے تناسب سے اس دماغ میں جمع ہو گیا تھا۔ عربی کتبِ ادب و تاریخ ان کی تدبیر و سیاست کے واقعات سے لبریز ہیں۔ ہمیشہ ان کی سیاست کامیاب رہی، اور وہ اس عہد کے پورے سیاسی آدمی تھے۔ اس مناسبت سے انھیں طبعی طور پر عربوں کی قدیم تاریخ کے ساتھ دلچسپی تھی۔ وہ رات کے وقت تاریخی روایات اور حکایات سنتے تھے، ان کے بعد ان کے جانشینوں کو بھی تاریخ سے دلچسپی رہی۔

پہلی صدی ہجری میں ذخیرہ روایات سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا۔ دوسری صدی ہجری میں جمع و تدوینِ حدیث شروع ہوئی اور تدوینِ حدیث کا سرمایہ تیار ہوا۔۔۔۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، جن کا عہدِ خلافت ۹۹ھ تا ۱۰۱ھ ہے، انھوں نے جمع و تدوینِ حدیث کی طرف توجہ خاص کی اور امام ابنِ شہاب زہری کے ذریعہ حدیث کی جمع و کتابت کی۔

حدیث کی تدوین کے بعد سیرت نگاری اور تاریخ کی طرف توجہ ہوئی۔ چنانچہ سب سے پہلے محمد بن اسحاق مطلبی (م ۱۵۰ھ) جن کا تعلق مدینہ سے تھا، نے "السیرۃ والمبتداء والمغازی" لکھی۔ ان کے بعد ہشام بن عبدالملک (م ۲۱۳ھ) کا زمانہ آیا۔ انھوں نے ابنِ اسحٰق کی کتاب کی تہذیب کی اور ان کی یہ کتاب "سیرۃ ابنِ ہشام" کے نام سے معروف ہوئی۔ ان کے بعد علامہ ابن الکلبی (م ۲۰۶ھ) نے "الجمہرۃ من النسب" کے نام سے کتاب لکھی، جس میں عربوں کے انساب، ایام، اشعار اور صدرِ اسلام کی تاریخ کے متعلق بے پایاں ذخیرہ تھا۔

علامہ ابن الکلبی کے بعد علامہ ابو عبیدہ (م ۲۰۹ھ) محمد بن عمر الواقدی (م ۲۰۷ھ)

علامہ محمد بن سعد (م ۲۳۰ھ) علی بن محمد المدائنی (م ۲۱۵ھ) علامہ ابن قتیبہ الدینوری (م ۲۷۱ھ) نے عیون الاخبار، علامہ احمد بن یحییٰ بلاذری (م ۲۰۹ھ) نے فتوح البلدان اور انساب الاشراف، ابوحنیفہ دینوری (م ۲۸۲ھ) نے اخبار الطوال، ابن الواضح یعقوبی (م ۲۸۴ھ) نے تاریخ یعقوبی، امام محمد بن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) نے تاریخ طبری، علامہ مسعودی (م ۳۲۵ھ) نے مروج الذہب، ابن مسکویہ (م ۴۲۱ھ) نے تجارب الامم اور ابن الندیم (م ۳۸۵ھ) نے اپنی مشہور کتاب الفہرست تیار کی۔ اور اسی دور میں علامہ اصفہانی (م ۳۵۶ھ) نے کتاب الاغانی مرتب فرمائی جس میں آپ نے عرب شاعروں، ادیبوں، اور مغنیوں کے حالات کے ضمن میں عربوں کے قبائل، اور مشاہیر اور ان کے اخبار و انساب کے متعلق بڑی مفید اور مفصل معلومات جمع کردیں۔

اس کے بعد پانچویں صدی ہجری کا آغاز ہوا، اس صدی میں حافظ ابوبکر احمد بن خطیب بغدادی (م ۴۶۲ھ) نے تاریخ بغداد لکھی۔ اور دوسری طرف اندلس کے مشہور امام علامہ ابن حزم اندلسی (م ۴۵۶ھ) نے مختلف مذاہب کے عقائد پر الفصل فی الملل والاہواء والنحل، فقہ پر المحلی، سیرۃ نبوی پر جوامع السیرۃ اور عرب کے قبائل کے انساب پر جمہرۃ انساب العرب لکھی۔

ان کے بعد حافظ ابن عبدالبر قرطبی (م ۴۶۳ھ) نے "الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی۔ چھٹی صدی ہجری میں ابن عساکر دمشقی (م ۵۷۱ھ) نے تاریخ دمشق کے نام سے کتاب لکھی۔ اور حافظ عبدالرحمان بن علی جوزی (م ۵۹۷ھ) نے ایک مفصل تاریخ المنتظم لکھی جس میں عہد رسالت سے لے کر ۵۷۴ھ تک کے حالات قلمبند کیے۔ حافظ ابن جوزی کے بعد حافظ ابن الاثیر (م ۶۳۰ھ) نے تاریخ الکامل اور اسد الغابہ فی معرفۃ الاصحابہ کے نام سے کتابیں لکھیں۔ تاریخ الکامل میں ۶۱۸ھ تک کے حالات ہیں، اور اسد الغابہ میں ۷۵۰۰ صحابہ کرامؓ کے حالات درج ہیں۔ اس کے بعد علامہ ابوالحسن ابن سعید مغربی (م ۶۷۳ھ) کا نام آتا ہے، جنھوں نے تاریخ پر تین کتابیں لکھیں، ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ المغرب فی حلی المغرب (۱۵ جلدوں میں)۔
۲۔ المشرق فی حلی المشرق (۶۰ جلدوں میں)
۳۔ لذۃ الاحلام فی تاریخ امم الاعجام (۶ جلدوں میں)

ساتویں صدی ہجری میں یاقوت الرومی (م ۶۲۶ھ) اور علامہ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) کے نام آتے ہیں۔ یاقوت رومی نے معجم الادباء اور ابن خلکان نے وفیات الاعیان تالیف کی۔ ان کے بعد آٹھویں (صدی ہجری) کا آغاز ہوتا ہے، اس صدی میں حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ) کا نام آتا ہے، جنھوں نے تاریخ الاسلام وطبقات المشاہیر الاسلام لکھیں۔ حافظ ذہبیؒ کے بعد صلاح الدین صفدی (م ۷۶۴ھ) ہیں، جنھوں نے الوافی بالوفیات کے نام سے کتاب لکھی، یہ کتاب ۵۰ جلدوں میں ہے۔ ان کے بعد حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) آتے ہیں۔ جنھوں نے البدایہ والنہایہ کے نام سے ۱۴ جلدوں میں ایک کتاب لکھی۔ جس کی ابتداء خلق عالم سے ہوتی ہے اور انتہا ۷۶۸ھ تک ہے۔ ان کے بعد علامہ ابن خلدون (م ۸۰۹ھ) آجاتے ہیں، جنھوں نے تاریخ ابن خلدون و مقدمہ ابن خلدون تالیف کی۔

ابنِ خلدون کے بعد تاریخ کی خدمت

ابن خلدون کے بعد نویں صدی ہجری کا آغاز ہوجاتا ہے اور نویں صدی ہجری تا چودھویں صدی ہجری جن علمائے کرام نے تاریخ کی خدمت کی، ان کا سرسری تعارف حسب ذیل ہے:

سب سے پہلے علامہ تقی الدین المقریزی (م ۸۴۵ھ) آتے ہیں انھوں نے الخبر عن البشر کے نام سے ایک کتاب لکھی جو خلق آدم سے شروع ہوتی ہے اور عربوں کے زمانہ جاہلیت تک پہنچتی ہے۔ ان کی دوسری کتاب "امتاع الاسماع للنبی من الانبیاء الحفدة والاتباع" ہے۔

ان کی تیسری کتاب الدرر المضیہ فی تاریخ الدولة الاسلامیہ ہے۔ اس کتاب میں شہادتِ عثمانؓ سے خلافتِ عباسیہ کے خاتمہ تک کے حالات ہیں۔

المقریزیؒ کے بعد قاضی ابن شیبہ دمشقی (م ۸۵۱ھ) کا نام آتا ہے انھوں نے حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کی الاعلام بتاریخ الاسلام لکھی، جو ذہبی کی تاریخ کا ذیل ہے۔ ان کے بعد حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) اور علامہ بدرالدین عینی (م ۸۵۵ھ) آتے ہیں حافظ ابن حجر نے الاصابہ فی تمییز الصحابہ اور الدرر الکامنہ فی اعیان المائة الثامنہ لکھیں۔ اور علامہ عینی نے عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان لکھی۔ اس کی ابتداء آفرینش سے ہوتی ہے اور انتہا ۸۵۰ھ تک ہوتی ہے۔ ان کے بعد علامہ جمال الدین یوسف (م ۸۷۴ھ) کا نام آتا ہے جنھوں نے تاریخ کے موضوع پر چار کتابیں لکھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) النجوم الزاہرہ فی اخبار مصر و قاہرہ ——— مصر کے اسلامی عہد کی مفصل تاریخ

(۲) البحر الزاخرہ فی علم الاوائل والاواخر ——— عام تاریخ

(۳) المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی ——— علامہ صفدی کی کتاب الوافی کا ذیل

(۴) حوادث الدہور فی یدی الایام والشہور ——— مقریزی کی کتاب السلوک کا ذیل

ابن تغری کے بعد حافظ شمس الدین سخاوی (م ۹۰۲ھ) کا نام آتا ہے۔ جنھوں نے تاریخ و مشاہیر کے حالات میں چار کتابیں لکھیں۔ جن کے نام یہ ہیں:

ذیل تاریخ اول الاسلام۔ التبییر المسبوک، اعلان بالتوبیخ من ذم اہل التواریخ۔ الضوالدمع لاہل القرن التاسع۔

حافظ سخاوی کے بعد علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) آتے ہیں جنھوں نے تاریخ اور مشاہیر کے متعلق تین کتابیں لکھیں۔

تاریخ الخلفاء۔ حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ، نظم العقیان

علامہ سیوطی کے بعد امام احمد بن محمد قسطلانی (م ۹۲۳ھ) نے ایک نفیس اور عمدہ کتاب بنام المواہب اللدنیہ لکھی ——— علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی (م ۱۱۲۲ھ) نے اس کی شرح لکھی ہے۔ زرقانی مصر سے شائع ہو چکی ہے اور ۸ جلدوں میں ہے۔

دسویں صدی ہجری میں شمس الدین شامی (م ۹۴۲ھ) اور شیخ حسین بن محمد دیار بکری (م ۹۶۶ھ) کے نام ملتے ہیں۔ علامہ شامی کی کتاب کا نام سبل الہدیٰ والارشاد فی سیرۃ خیر العباد ہے۔ اور علامہ دیار بکری کی کتاب کا نام "الخمیس فی احوال النفس نفیس" ہے۔

گیارھویں صدی ہجری میں نور الدین الحلبی (م ۱۰۴۴ھ) نے انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون" لکھی۔ علامہ محمد امین الدمشقی (م ۱۱۱۱ھ) نے ۱۳ سو مشاہیر کے حالات میں "الاثر فی اعیان القرن الحادی العشر" لکھی۔ اور اسی صدی میں علامہ عبدالحی بن العماد الحنبلی (م ۱۰۸۹ھ) نے "شذرات الذہب فی اخبار من ذہب" تالیف کی۔ اس میں آپ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے لے کر ۱۰۰۰ھ تک کے حالات لکھے۔ اور تمام واقعات کو سن وار ترتیب دیا۔

بارھویں صدی ہجری میں علامہ محمد بن خلیل آفندی الدمشقی (م ۱۳۰۶ھ) نے سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشرہ لکھی۔ اس کتاب میں تقریباً ایک ہزار مشاہیر کے حالات ہیں۔

تیرھویں صدی ہجری میں علامہ عبدالرحمن جبرتی (م ۱۲۳۷ھ) نے عجائب الآثار فی تراجم والاخبار کے نام سے ایک کتاب لکھی - یہ تاریخ ۱۰۹۹ھ سے ۱۲۳۶ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے۔

چودھویں صدی ہجری میں مصر کے احمد امین (م ۱۳۷۳ھ) ہیں جنہوں نے تاریخ پر فجر الاسلام، ضحی الاسلام اور ظہر الاسلام کتابیں لکھیں - ان کتابوں میں اسلام کی پہلی چار صدیوں کی مذہبی، تمدنی اور علمی تاریخ پر ایک جامع تبصرہ کیا ہے -

تاریخ ابنِ خلدون و مقدمہ ابنِ خلدون

علامہ ابنِ خلدون کی تاریخ ابنِ خلدون شہرۂ آفاق حیثیت کی حامل ہے - اس کا پورا نام "کتاب السیر و دیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب و العجم والبربر ومن عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر" ہے - اور اس کے ساتھ ایک علیحدہ مقدمہ ہے۔ جو مقدمہ ابنِ خلدون کے نام سے معروف ہے -

مقدمہ ابن خلدون - میں فلسفۂ تاریخ، تمدن پہ بحث ہے اور بصیرت افروز تاریخی نکات کا بیان ہے۔

تاریخ ابنِ خلدون - جلد اول و دوم میں قبل از اسلام تاریخِ انبیاء کا تذکرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور خلافتِ معاویہؓ کے حالات لکھے ہیں ______ جلد سوم و چہارم میں خلافتِ بنو عباس کا ذکر ہے جلد پنجم میں ایران اندلس اور خلفائے مصر کا تذکرہ ہے۔ اور جلد ششم میں غزنوی اور غوری سلاطین کے حالات درج ہیں - جلد ہفتم میں سلجوقی و خوارزم شاہی سلاطین اور فتنہ تاتار کا ذکر اور جلد ہشتم میں نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی کے حالات اور تاتاریوں کے زوال کا تذکرہ ہے - جلد نہم و دہم میں سلاطین و ممالیکِ مصر کی مفصل تاریخ بیان کی ہے - جلد یازدہم میں شمالی افریقہ میں بربر قبائل اور ان کے حکمرانوں کے حالات درج کیے ہیں اور جلد دوازدہم میں ۵۲۵ھ تا ۸۰۰ھ کے درمیان دنیائے عرب میں پائے جانے والے مختلف قبائل اور ان کی حکومتوں کے حالات لکھے ہیں۔

محمدی کیسٹ ہاؤس ۱۸ - اردو بازار لاہور فون 723046